السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نماز میں قرأت کے وقت اام بھول جائے تو اس کو لقمہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا لقمہ وہی شخص دے سکتا ہے جو امام کے ساتھ نماز میں شامل ہے، یا جماعت سے باہر والا بھی لقمہ دے سکتا ہے؟ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر کوئی شخص باہر سے لقمہ دے تو سب کی نماز فاسد ہو جائے گی، کیا یہ خیال درست ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

یہ فتویٰ ''تنظیم اہلحدیث'' جلد ۱۳ شمارہ ۳۷، ۲۱ اپریل ۱۹۶۱ ائ سـہ میں تفصیلا شائع ہوچکا ہے، کہ نماز میں امام کو لقمہ دینا جائز ہے، دو احادیث ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔ اول ابوداؤد مع عون المعبود جلد ص ۳۴۱ باب الفتح علی الامام فی الصلوۃ میں حدیث ہے۔ عن یحیی الکاھلی عن المسورتین یزید المالکی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یحیی ربما قال شھدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الصلوۃ فترک شیئا لم یقرأ فقال لہ رجل یا رسول اللہ ترکت اٰیة کذا وکذا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھلا ذکرتنیھا؟ یعنی مسور بن یزیدؓ مالکی سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نماز میں قرأت فرما رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان سے کچھ چھوڑ دیا۔ نماز کے بعد ایک آدمی نے کہا، یا رسول اللہ! آپ نے فلاں فلاں آیت چھوڑ دی اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ تم نے کیوں نہ یاد دلا دیا۔''؟ دوم عن عبد اللہ بن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلّٰی صلوٰة فقرأ فیھا فلبس علیہ فلما انصرف قال ابی اصلیت معنا قال نعم قال فما منعک۔ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ نماز پڑھا رہے تھے آپ صلی اللہ پر قرأت مشتبہ یعنی بھول گئے یا آگے پیچھے ہوگئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت ابی بن کعب (حافظ قرآن) کو فرمایا کہ تم نے میرے ساتھ نماز پڑھی ہے؟ جواب دیا ہاں! (آپ صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تم نے مجھ کو لقمہ کیوں نہ دیا، کس چیز نے تجھے منع کیا؟ صاحب عون المعبود فرماتے ہیں والحدیثان یدلان علی مشروعیة الفتح بان یکون علیٰ امام لم یؤدا الواجب من القراۃ وباخر رکعة مما لا دلیل علیہ یعنی دونوں حدیثیں جواز لقمہ پر دلالت کرتی ہیں اور جواز لقمہ کو مقید کرنا اس شرط کے ساتھ کہ جب امام بقدر واجب من القراۃ بھول گیا ہو اور رکعت آخری ہو، یہ قول بلا دلیل ہے۔ پھر صاحب عون المعبود فرماتے ہیں۔ والادلة قد دلت علی مشروعة الفتح مطلقاً فعند نسیان الامام الایة فی القراۃ الجھریة یکون الفتح علیہ بتذکیرہ تلک الایة کما فی الحدیث الباب وعند نسیانہ لغیرھا من الارکان یکون الفتح بالتسبیح للرجال والتصفیق للنساء یعنی احادیث سے جواز لقمہ مطلقاً ثابت ہوتا ہے خواہ بقدر واجب من القراۃ میں بھولے یا زیادہ میں اور فتح کی دو صورتیں ہیں۔ نمبر ا ایک جہری نماز میں اگر امام بھول جائے تو مقتدی خواہ مرد ہو یا عورت، امام کو بھولی ہوئی آت بتلا دے نمبر ۲ اگر قرأت کے علاوہ سجدہ یا قعدہ وغیرہ بھول جائے تو مقتدی مرد امام کو اطلاع دینے کے لیے سبحان اللہ کہے اور عورت اطلاع دینے کے لیے تالی بجائے یعنی ایک ہاتھ پر رکھ کر دوسرا ہاتھ مارے۔

احناف کا یہ کہنا کہ امام اگر بھول جائے تو اس کو لقمہ نہ دیا جائے، صرف سجدہ سہو کرنا کافی ہے اس کی دلیل کتب فقہ میں کہیں نہیں ہے یہ ان کا زبانی قول بلا دلیل مردود ہی کتب فقہ اس کے خلاف ہیں۔ ذیل میں چند حوالجات درج کیے جاتے ہیں۔ (نمبر ۱) شرح وقایہ جلد اول ص ۱۵۴ مطبع یوسفی باب ما یفسد الصلوٰة وما یکرہ فیھا وفتحہ علی غیر امامہ قال بعض المشائخ اذا قرأ امامہ مقدار ما یجوز بہ الصلوۃ اذا انتقل الیٰ زینة اخری ففتح تفسد صلوۃ الفاتح وان اخذ الامام منہ تفسد صلوٰة الامام ایضاً وبعضھم قالوا لا تفسد فی شیٔ من ذالک وسمعت ان القول علی ذالک۔ یعنی نمازی اگر غیر امام کو لقمہ دے تو نماز فاسد ہو جائے گی، اگر نمازی اپنے امام کو لقمہ دے تو جائز ہے نماز فاسد نہ ہوگی بعض مشائخ کا قول ہے کہ امام اگر تین آیتیں پڑھ کر بھول گیا، یا دوسری آیت شروع کر دی اس صورت میں لقمہ دینے والی کی نماز فاسد ہو جائے گی، اگر امام نے لقمہ لیا تو امام کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی اور بعض فقہاء نے کہا کہ کسی کی بھی نماز فاسد نہ ہوگی۔

عبد اللہ بن مسعود تاج الشریعة صاحب شرح وقایہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے استادوں اور مشائخوں سے سنا ہے کہ فتویٰ اسی آخری قول (کسی کی بھی فاسد نہ ہوگی) پر ہے۔ شرح وقایہ کے حاشیہ پر مولانا عبد الحیٔ حنفی محشی نے بھی ابوداؤد کی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ لقمہ دینا جائز ہے۔ نمبر ۲ ہدایہ مع نہایہ جلد اول ص ۳۷، مطبوعہ احمدی میں ہے۔ وان فتح علی امام لم یکن کلاماً یعنی اگر امام کو لقمہ دیا جائے تو وہ کلام میں شمار نہیں، جس سے نماز فاسد ہو جائے۔'' اس عبارت کی شرح میں لکھا ہے کہ قولہ وان فتح علی امامہ لم یکن کلاماً واطلاق ھذا دلیل علی ان ما اذا قرأ الامام مقدار ما یجوز بہ الصلوۃ وباذا ما لم یقرأ لا تفسد صلوۃ الفاتح ولا صلوٰة الامام بالاخذ۔ ''یعنی شارح کہتے ہیں کہ مصنف کا کلام ہے۔ مطلق اور یہ مطلق اس بات کی دلیل ہے کہ خواہ امام مقدار ما یجوز بہ الصلوٰۃ کے پڑھنے کے بعد یا اس سے کم میں بھولے ہر دو صورت میں اگر مقتدی لقمہ دے اور امام لقمہ قبول کر لے، نہ تو امام کی نماز فاسد ہو گی، نہ مقتدی کی اور جو شخص نماز میں شریک نہیں وہ بھی لقمہ دے سکتا ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔ عن البراء بن عازبؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اول ما قدم المدینة نزل علی اجدادہ او قال اخوالہ وانہ صلی قبل بیت المقدس ستة عشر شھراً او کان یعجبہ ان یکون قبلتہ قبل البیت وانہ صلی اول صلوٰة صلاھا صلوٰة العصر وصلی معہ قوم فخرج رجل ممن صلی معہ فمر علی اھل مسجد وھم راکعون فقال اشھد باللہ لقد صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل البیت۔ (بخاری ج ا باب الصلوٰة من الایمان ص ۱۰۱) براء بن عازبؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے مدینہ میں تشریف لائے تو انصار سے اپنے ننھیال یا ماموؤں میں اترے اور سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے، اور بیت اللہ کی طرف منہ کرنا آپؐ کو پسند تھا۔ پہلی نماز جو بیت اللہ کی طرف منہ کر کے پڑھی وہ نماز عصر ہے اور آپ کے ساتھ ایک جماعت نے نماز پڑھی ان میں سے ایک آدمی بعد فراغت نماز نکلا اور ایک مسجد والوں کے پاس سے گذرا، وہ رکوع کی حالت میں تھے، اس نے کہا میں خدا کے نام کے ساتھ گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت اللہ کی طرف نماز پڑھی ہے۔ مسجد والے رکوع ہی کی حالت میں بیت اللہ کی طرف پھر گئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا، لقمہ دینے کے لیے داخل نماز ہونے کی شرط باطل ہے، جو شخص نماز میں شامل نہ ہو، لقمہ دے سکتا ہے۔ اسی کے قریب ایک حدیث بخاری جلد اول باب ما جاء فی القبلة الخ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور مسلم میں بھی ہے۔ اس پر فتح الباری میں لکھا ہے۔ وفیہ جواز تعلیم من لیس فی الصلوۃ لا یفید صلوٰتہ (فتح الباری ج ۲ ص ۲۵۲) یعنی اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غیر نمازی کا نمازی کو تعلیم دینا جائز ہے اور نمازی کا غیر نمازی کے کلام کو سننا (اور اس پر عمل کرنا) اس کی نماز کو فاسد نہیں کرتا۔'' اور جب دوسری باتوں میں باہر کا لقمہ صحیح ہوا تو قراۃ قرآن مجید میں بطریق اولیٰ صحیح ہو گا اور اسی حدیث کی بنا پر ہدایہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی غلطی سے کسی دوسری طرف نماز پڑھ رہا ہو اور اس حال میں اس کو کوئی شخص غلطی پر متنبہ کرتا ہوا قبلہ کا پتہ دے دے تو اس کو نماز ہی میں فوراً قبلہ کی طرف پھر جانا چاہیے چنانچہ اصل عبارت ہدایہ کی یہ ہے۔ وان

علم ذالک فی الصلٰوۃ استدار الی القبلۃ لان اھل قباء لما سمعوا بتحول القبلۃ استدار وا الی القبلۃ لان اھل قباء لما سمعوا بتحول القبلۃ استدار وا صبیتھم فی الصلٰوۃ (ھدایۃ باب شروط الصلٰوۃ ص ۸۳) یعنی اگر نماز میں قبلہ کا علم ہو جائے تو قبلہ کی طرف پھر جائے کیوں کہ اہل قباء نے جب سنا کہ قبلہ بیت اللہ ہو گیا ہے تو نماز ہی میں فوراً پھر گیا۔ ‘‘ حاشیہ ہدایہ میں اسی مقام پر لکھا ہے : قولہ لان اھل قباء الخ اخرجہ البخاری و مسلم عن مالک عن عبداللہ بن دینار عن عبداللہ بن عمر قال بینما الناس فی صلٰوۃ الصبح بقباء اذجاء ھم فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد انزل علیہ اللیلۃ قراٰن وقد امر ان یستقبل القبلۃ فاستقبلوھا و کانت وجوھم الی الشام فاستدار والی الکعبۃ انتھی ۱۲ (تخریج زیلعی ج ۱ ص ۳۵۰) یعنی بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ مسجد قبا میں نماز صبح پڑھ رہے تھے اس حال میں ان کے پاس ایک شخص آیا، پس کہا، آج رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا اور آپ کو بیت اللہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا گیا پس وہ فوراً بیت اللہ کی طرف پھر گئے اور ان کے منہ شام کی طرف ہو گئے۔ ‘‘

اس بنا پر اگر امام مثلاً سجدہ سے سر اٹھائے اور کسی مقتدی کو پتہ نہ لگے کہ امام نے سر اٹھا لیا ہے وہ بدستور سجدہ میں پڑا رہا ہے اس وقت کسی شخص نے اس کو غلطی پر متنبہ کرتے ہوئے اطلاع دے دی اور اس پر اس نے سر اٹھا لیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہونی چاہیے۔ خاص کر جب اللہ اکبر کہہ کر متنبہ کرے، تو اور اچھا ہے، تاکہ اسی ذکر سے آگاہ ہو جائے جس سے امام نے آگاہ کرنا تھا۔ دیکھئے کیسی صفائی ثابت ہو گیا کہ لقمہ دینے کے لیے داخل نماز ہونے کی شرط صحیح نہیں ہے۔

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 3 ص 104-108

محدث فتویٰ